36818 ـ رضامندی كے ساتھ بیوی سے طویل عرصہ تك تعلقات منقطع ركھے ہیں كیا بیوی طلاق كا مطالبہ نہ كر كے گنہگار ہوئی ہے ؟

سوال

رسول كريم صلى اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:
" جس عورت نے بھی بغیر كسی تنگی اور سبب كے اپنے خاوند سے طلاق طلب كی تو اس پر جنت كی خوشبو حرام ہے "
میرا سوال یہ ہے كہ چار برس سے خاوند سے علیحدہ رہنے والی بیوی كا حكم كیا ہے جو نہ تو مطلقہ ہے اور نہ ہی بیوی بن كر رہ رہی ہے، اور نہ ہی اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہتی ہے كیونكہ وہ خاوند سے بہت زیادہ محبت كرتی ہے، اور امید ركھتی ہے كہ اللہ اسے ہدایت دےگا اور وہ اسے واپس لے جائیگا، كیا ایسا كرنے پر وہ اپنے آپ یا پھر خاوند كے لیے گنہگار تو نہیں ہو رہی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

شریعت اسلامیہ نے آدمی پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے كہ وہ اپنے خاندان اور گھر والوں كا خیال ركھے اور ان كی نگرانی كرے، اس لیے آدمی پر اپنے گھر كے واجبات كو پورا كرنے كی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے.

اس ذمہ داری كا تقاضا ہے كہ وہ ہر وقت موجود ہو تا كہ وہ ہر چیز پر اطلاع حاصل كرتے ہوئے سب غلطیوں كا علاج كر سكے، اور اپنی اولاد كی راہنمائی كرے، كیونكہ وہ اس گھر كی حفاظت كرنے والا اور اس كی بنیاد و سہارا ہے.

مرد كا اپنی ذمہ داری پوری نہ كرنا اور اس سے تجاہل برتنے كے باعث عورت پر ظلم ہو سكتا ہے، اور پھر حدیث قدسی میں اللہ سبحانہ و تعالی كا فرمان ہے:

" اے میرے بندوں یقینا میں نے اپنے اوپر ظلم كو حرام كیا ہے اور اسے تمہارے مابین آپس میں ظلم كرنے كو بھی قرار دے دیا ہے اس لیے تم آپس میں ظلم مت كرو "

اس كی بنا پر خاندان اور گھر تباہی كی طرف جا سكتا ہے بلكہ اس علیحدگی اور تفریق كی بنا پر مرد و عورت میں بہت

زیادہ خرابی بھی پیدا ہو سکتی ہے، اور اس سے آگے بڑھ کر خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک خفیہ طور پر اپنا دوست اور عاشق و معشوق بنا سکتا ہے، کیونکہ شیطان اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کمزوری کا فائدہ اٹھائیگا اور اسے گمراہی کی راہ پر لے جائیگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" شیطان انسان میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے جس طرح انسان میں خون سرایت کیے ہوئے ہے "

اس ظلم پر مستزاد یہ بھی کہ اس طرح تو آپ کی اولاد پر بھی ظلم ہوگا، اور ان پر جو کمی و کوتاہی واقع ہوگی جس کی بنا پر عورت کی جدوجہد بڑھ کر اسے والد اور والدہ دونوں کی ذمہ داری ادا کرنا پڑیگی، اور ا کثر طور پر عورت کے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں ہوتا.

ہم سب کو خاندان میں باپ کی ذمہ داری کا علم ہے اور یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے تو پھر کیا خرابیاں پیدا ہونگی یہ کسی سے مخفی نہیں، اور پھر اس ذمہ داری کی عدم موجودگی میں بچوں کی تربیت کیسے ہو گی، اور والد کے دور رہنے کی وجہ سے وہ کس طرح کی دیکھ بھال پا سکیں گے.

اس طرح وہ بچے اپنے والد کو ناپسند کرنے لگیں گے، کیونکہ ان کے والد نے انہیں چھوڑ دیا اور ان کی دیکھ بھال ویسی نہ کی جیسی کرنی چاہیے تھی.

دوم:

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ نہ چل سکتا ہو اور اپنی زندگی بسر نہ کر سکے، تو اس حالت میں خاوند کے لیے مشروع ہے کہ یا تو وہ بیوی کو اچھے طریقہ سے اپنے نکاح میں رکھے، اور یا پھر اچھے طریقہ سے اسے چھوڑ دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بیوی کو شدید ناپسند کرنے کی بنا پر اچھے طریقہ سے اپنے ساتھ نہ رکھ سکتا ہو یا پھر کسی اور سبب کے باعث تو اس حالت میں صرف یہی ہے کہ وہ بیوی کو اچھے طریقہ سے علیحدہ کر دے، اور اسے اچھے طریقہ سے طلاق دے کر اسے اس کے پورے حقوق ادا کر کے فارغ کر دے.

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہو کہ وہ اسے بیوی بنا کر رکھے، اور خاوند سے کہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ ہی رکھو لیکن میں اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہوں، مثلا باری کی تقسیم - یعنی بیوی کا حق ہے کہ وہ اس کے ہاں بھی رات بسر کرے - اور نفقہ و اخراجات سے بھی دستبردار ہو جاتی ہوں.

تو اس حالت میں خاوند کو اپنی بیوی کا مطالبہ قبول کرتے ہوئے اسے اپنے نکاح میں ہی رکھنا چاہیے، کیونکہ اس سے اس کی دلجوئی ہوگی اور وہ اپنے ساتھ حسن معاشرت کو نہیں بھولے گی خاص کر خاوند کو یہ تسلیم کرنے میں کوئی نقصان و ضرر بھی نہیں ہے.

اس جیسے معاملہ میں ہی اللہ سبحانہ و تعالی نے درج ذیل فرمان نازل فرمایا:

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں، اور صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع و لالچ ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے، اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کچھ کر رہے ہو اس پر اللہ تعالی پوری طرح خبردار ہے النساء (128).

امام بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس طرح کی حالت کے بارہ میں ہی نازل ہوئی ہے:

ان کا بیان ہے:

اور اگر عورت کو اپنے خاوند کی بددماغی اور بےپرواہی کا خوف ہو .

یہ وہ عورت ہے جو اسے طلاق دینا چاہتا ہو اور اسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہے تو یہ عورت اسے کہے: تم مجھے رکھو اور طلاق مت دو، اور میرے علاوہ کسی اور عورت سے بھی شادی کر لو، تم نہ تو مجھے نان و نفقہ دو اور نہ ہی میری باری تقسیم کرو.

تو اللہ تعالی کا یہی فرمان ہے:

ان دونوں پر صلح کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اور صلح کرنا بہتر ہے .

صحیح بخاری حدیث نمبر (4910) صحیح مسلم حدیث نمبر (3021).

خلاصہ یہ ہوا کہ:

آدمی کے لیے اتنی طویل مدت تك اپنی بیوی کو چھوڑے اور علیحدہ رکھنا حلال نہیں، اگر عورت حق پر ہے تو اسے اپنا معاملہ اور مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور نقصان و ضرر سے بچنے کے لیے طلاق کا مطالبہ کرنا چاہیے.

اور اگر وہ صبر و تحمل اختیار کرتی ہے کہ اللہ تعالی اس کے خاوند کو ہدایت نصیب فرمائے اور وہ بیوی پر ظلم کرنے سے باز آ جائے تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں بیوی کو کسی فتنے کا سامنا نہ ہو کہ وہ خاوند سے دور رہ کر فتنہ کا شکار ہو جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے اور ان کی راہنمائی کرے.

والله اعلم .